حج، تہذیب وتربیت

مولانا حسن عباس فطرت

بلاشبہ ایک مضبوط و مستحکم معاشرہ کی تشکیل وسلامتی کے لئے مذہب کی خاص ضرورت ہے جہاں زندگی کے شب وروز کا حساب وکتاب ہوتا ہے، انسان کی ہر حرکت وسکون کو نظام الاوقات کی غیر مرئی زنجیر میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اسے نہ فضول وقت گذاری گوارا ہے نہ نامعقول افعال واعمال میں اوقات کا ضیاع وبربادی۔ اس کا موضوع انفرادی واجتماعی حیات کی تزئین وسجاوٹ ہے جس کے دومحور ہیں عبادات ومعاملات اسی کے سہارے تزکیہ نفس وبندگی خالص اور خدمت خلق کی پن چکی چلتی رہتی ہے ان سب میں اہم نماز ہے جو انسان کے ظاہر وباطن کو سنوار کر اسے اردگرد، اطراف واکناف کے لوگوں میں محبوب بناتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اقم الصّلوٰۃ لذکری نماز قائم کرو تاکہ مجھے نہ بھولو(یعنی ہر وقت وہمہ جا مجھے، حاضر وناظر جانو) روزہ کے لئے فرمان نبوی ہے صوموا تصحوا صحت جسمانی وروحانی کی کلید روزہ ہے۔ زکوٰۃ ، پاکی دولت ومال اور اعتقاد برذات الٰہی'' ابتغاء مرضات اللّٰہ و تبثیتاً لانفسکم'' خوب کماؤ تاکہ دوسروں کو بھی دے سکو کسی کے محتاج نہ رہو۔ ان تمام عبادت کا مجموعہ وسیع منظر نامے میں حج میں سمو دیا گیا ہے۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ کی تمام خوبیاں وتاثیرات حج میں جمع ہیں۔ اس کے بعد بذات خود حج ایک عظیم عبادت ہے جس کے اسرار ورموز کو بیان کرنے والے بیان کرتے رہے ہیں مگر ہنوز یہ داستان نامکمل ہے۔ صدر اسلام سے اب تک متعدد واہل علم ودانش صاحبان عرفان ومعنویت اپنی فکر وسوچ کے مطابق اس کے بارے میں اظہار خیال ونظر کرتے رہے۔ امام غزالی نے حج کے ہر رکن کو ایک عاشق سرگشتہ کے والہانہ جذبات ووفور شوق کے اظہار سے تعبیر کیا ہے۔ شہید ثانیؒ نے اسے انتہائے خشوع وخضوع (فروتنی) کا عملی نمونہ کہا ہے۔ سید قطب وشریعتی نے اسے ایوان ایمان میں جمال وجلال الٰہی کی جلوہ ریزیوں کا آئینہ بتایا ہے تو حضرت امام خمینیؒ نے وحدت کلمہ وبرأت مشرکین کے عنصر کو قومی ترین کہا ہے۔ وغیر ذالک۔

خیال رہے کہ اسلامی تہذیب میں عقیدہ وعمل دونوں کی صحت کا ملہ ضروری ہے۔ سچ کہا

جائے تو حج عالم انسانیت کی سب سے قدیم اور اعلیٰ ترین تہذیب ہے کیونکہ اس کی تاریخ حضرت آدم کے زمین پر آنے کے ساتھ ہی ہوئی ہزاروں برس تک متعدد انبیاء واولیاء واوصیاء نے اس کی سجاوٹ وتزئین کی ہے اور اس کا نقطۂ عروج ظہور خاتم الانبیاء سے ہوا۔ آنحضرتؐ نے ہجرت کے تیسرے سال ہی حج کے وجوب کا اعلان کیا مگر جب تک حالات معتدل وپرسکون نہیں ہوئے مکہ معظّمہ کا رخ نہیں کیا اور جب ۹ھ ہجری میں مسلمانوں کی جمعیت کثیر کے ساتھ مکہ میں وارد ہوئے مگر دشمنوں نے مزاحمت کی تو ایسی نرم شرائط پر صلح کرلیا کہ بعض مسلمان تلملا اٹھے مگر آپ صبر وسکون کے ساتھ سب کو لے کر مدینہ لوٹ آئے اور بتایا کہ حج سلامتی ویگانگت کا سبق ہے۔ تشدد وجبر یہاں ممنوع ہے پھر دوسرے سال پورے شان وشکوہ کے ساتھ آکر حجۃ الوداع بجالائے۔سب کے سب ایک ساتھ مناسک واعمال حج بجالائے پھر آپ نے جبل رحمت کی بلندی سے پوری امت کو خطاب کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصول بیان کئے جو آج بھی درخشندہ تاریخ بن کر دنیا میں موجود ہے۔ اسی خطبہ میں مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بیان کیا گیا ۔حقوق اللہ وحقوق الناس کو باتشریح بتایا گیا درحقیقت اسلام کا منشور جاری کیا گیا۔

بزرگوں کا احترام اور کمسنوں کے ساتھ رحم بھی حج کی تعلیم ہے۔ حاجی سے مقام ابراہیمؑ وحجر اسمٰعیلؑ وبیت ہاجرہ کا طواف کرانا۔ صفاومروہ میں سعی، حجراسود کا بوسہ بہت سے رموز واسرار کی طرف اشارہ ہوتاہے۔ چار ہزار برس کی تاریخ اور اس عہد کا جغرافیہ ایک حاجی کی نگاہوں میں پھر جاتا ہے ۔تعمیر کعبہ کا قصہ سامنے آجاتاہے ایک باپ اور بیٹے کا بے مثال کارنامہ دلوں میں ایمان کو زندہ کرتاہے جو آگے بڑھ کر قربانی اسمٰعیلؑ اور جرأت ابراہیمیؑ کو یاددلادیتاہے یہاں سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ بزرگ کے خواب کو عمل میں لانے کا فریضہ جوانوں کا ہےاور نتیجہ پر راضی برضا رہنا دونوں کے لئے لازم ہے۔

اقبال نے نماز کے بارے میں کہا ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز سماجی اونچ نیچ سے صرف نظر کرکے سب ہی نمازیوں کو ایک جیسا رکھنا چاہتی ہےمگر یہاں بھی پہلی صف میں اتقیاواصفیاء کو جگہ دی جاتی ہے۔سب کے لباس ، وضع جدا جدا ہوتے ہیں ۔نماز میں ایک محلّہ، قریہ وشہر وایک زبان والے ہوتے ہیں مگر حج ہی ایک ایسی

عبادت ہے جس میں سب کو ایک رنگ ایک لباس ، ایک کلمہ لبیک دیکر اسلام کی حقیقی مساوات وعالمگیری ظاہرکی جاتی ہے یہاں شاہ گدا، امیر فقیر، سید وشیخ، کبیر وصغیر سب ایک ہی رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس کفن پوش جیسے ہوتے ہیں پھر آخرت کے بازار کو تصور میں رکھ کر کانپ کانپ کر لبّیک اللّٰھمّ لبّیک کا ورد کرتے ہیں۔ دنیا جہاں کے گورے کالے، طویل وقصیر نویں ذی الحجہ کی صبح سے عصر تک میدان عرفات میں وقوف کرکے حشر ونشر کا سماں پاتے ہیں، پورا دن مالک حقیقی کے حضور میں ایستادہ ہوکر اس سے کلام وسرگوشی میں گذارتے ہیں دنیا ومافیہا کو بھول کر فَنَا فِی اللّٰہ ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ خانۂ خدا کی زیارت کے بعد خدا سے ملاقات کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں۔ حد نظر تک عرفات کے وسیع وعریض لق ودق صحرا میں لاکھوں کفن پوش انسانوں کو حیران وسرگرداں ومتوجہ الی اللہ دیکھ کر صور اسرافیل کے بعد قبروں سے مردوں کا کفن جھاڑ کر نکلنے کا دیدنی منظر اور یاد آخرت حج کا سب سے بڑا تحفہ ہے اور تربیت نفس کا سب سے موثر منظر۔ اسی طرح منیٰ ، مشعر الحرام رمی جمرات کے اعمال میں بے شمار تہذیبی وتربیتی عنصر موجود ہیں۔ منیٰ میں دی جانے والی قربانی کہتی ہے کہ رضائے الٰہی میں مال کے ساتھ جان کی قربانی دینے کے بعد شکر کرنا چاہئے اگر سر اسی کے آگے جھکتا ہے تو دل بھی اسی کے سامنے جھکانا چاہئے۔ تقصیر (حلق راس) بھی کم کھٹن نہیں ہے مگر مرضی مولا کی خاطر اسے بھی قبول کرنا چاہئے اسی کے ساتھ نفس امارہ کی بیخ کنی بھی ایک حاجی کا فریضہ ہے۔ رمی جمرات میں شیطان کو کنکریاں مارنا بظاہر بے فائدہ لگتا ہے مگر حکم حاکم کی تعمیل میں گن گن کرانتی ہی کنکریاں ماری جائے گی جتنی بتائی گئی ہیں صرف ظاہری جمرہ کو کنکریاں مارنا ہی کافی نہیں بلکہ شیطان ظاہر ہوکہ پوشیدہ ، چھوٹا ہوکہ بڑا ، اندرونی ہوکہ بیرونی جان کا لاگو ہو یا ایمان کا، ہر ایک پر حملہ کرکے اسے پسپا کرنا حج کی وراثت وتہذیب ہے۔ طواف حرم، اپنے معشوق حقیقی پر قربان ہوجانے اور اسی کو اپنے ہر فعل وعمل کا محور بنائے رکھنا سکھاتا ہے اور مقام ابراہیمؑ کو مصلیٰ بنانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلہ وانعام بیشمار دئے جانے کی صفت کا مظہر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر حج بیت اللہ دنیا میں مل جل کر رہنے ، دوستی ومحبت قربانی وایثار ، مواسات وہمدردی، امر بالمعروف ، نہی عن المنکر صلہ رحم، عفو درگذر، سعادت، علم وتعلم ، خدمت خلق، یتیم پروری ادائیگی حقوق والدین واولاد، غم گساری ،غربا پروری، ہمسایہ واقربا سے نیکی وبہترین سلوک، صدق وصفا، مکروہات سے اجتناب، غصہ کی جگہ صبر وضبط ، انتقام کے بدلے حسن سلوک ومدارا، قول

وعمل میں یکسانی عقیدہ پر استحکام کامل، عمل میں مستعدی، سپاہیانہ زندگی کی تعلیم دیتاہے تو ساتھ ہی قبر سے لے کر حشر ونشر، حساب ، کتاب اور قیامت میں پیش آنے والے امور کے لئے تیاروآشنا کرتاہے۔ حج ہر مسلمان کے لئے اخلاقیات ، اجتماعیت ،عرفان وعشق الٰہی ، روحانی معراج کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ایک مسلم معاشرے کوجس قدر صاف وشفاف، بے عیب سادہ و ذکی، منظّم۔صاحب تسلیم ورضا نفس کش ایثارگر باہمت واستقلال، آزاد وپرسوز، مجاہدبت شکن ماسوا اللہ سے گریزاں، یکساں، یک رنگ دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے میقات پر پہونچ کر احرام باندھنے سے لیکر طواف حج وطواف وداع تک ہر منزل پر قائم رہنا چاہئے تاکہ وہ آگے چل کر خطوط پر اپنے کارواں کا سفر جاری رکھے۔

حج کے تعلق سے یہ امر بھی مہم ہے کہ حاجی نجدوحجاز کی تاریخ وجغرافیہ سے آگہی حاصل کرکے مکہ ومدینہ کے تاریخی آثار کی جانکاری حاصل کرلے۔ زمانہ رسولؐ کے حج کے حالات کاعلم حاصل کرکے عہد عثمانی وعہد سعودی میں جو تغیرات ہوئے اسے بھی جانے۔حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں، حضرت ہاجرہ کی عظمت کو پہچانے۔ دشمنان خدا نے عہد بہ عہد کعبہ وحجر اسود کے ساتھ کیا کیا نازیبا سلوک کئے۔ ابرہہ کے لشکر پر ابابیل کے جھنڈ نے جوتباہی مچائی اسے بھی یاد کرکے اپنی معرفت ،خشیت الٰہی وایمان کوجلا بخشے۔ حج کے ہر رکن پر دھیان دے۔ جاہلانہ طور پر مناسک کی ادائیگی مقصود خدا ورسولؐ نہیں حج صرف اسلام کی تہذیب ہے یہ نہ عیسائیوں میں ملے گی نہ یہودیوں میں اسی لئے اللہ نے پکار پکار کر کہا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْن۔

لوگوں پر خانۂ خدا کا حج واجب ہے بشرطیکہ ان میں اہلیت وقدرت ہومگرجو کوئی اس کا انکار کرےتو اللہ عالمین سے بے نیازو بے پرواہے(یعنی اس میں فائدہ لوگوں کا ہے خدا کو کچھ لینا دینانہیں)

سرکار رحمت پیغمبرؐاکرم نے فرمایا کہ جس کے پاس حج کی ادائیگی کاسامان وسبیل ہواس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اسے اختیار ہے کہ وہ یہودی مرے یاعیسائی وہ مسلم نہ ہوگا کیونکہ تہذیب اسلام توحج ہی ہے۔